رے میں احساس کمتری اور بخل سے کام لیا، بلکہ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے کسی بھی کام میں بڑھ چڑھ کر اعانت سے گریز ہی کیا۔ اپنے بچوں تک کو اردو کی تعلیم دلانے میں کسی دلچسپی کا عملی مظاہرہ نہیں کیا، بس صرف جذباتی نعروں و تقریروں ہی سے اردو کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھا۔

دلی اردو کا گہوارہ ہے مقام شکر ہے کہ اردو زبان کے لئے عملی طور پر جدوجہد اور خلوص و شاندار طریقہ سے خدمات انجام دینے کے لئے غازی و مجاہد کی طرح کام کرنے والی شخصیت ہمارے سامنے جناب سید شریف الحسن نقوی کی صورت میں ہے۔ انہوں نے دہلی انتظامیہ کے ماتحت اردو اکیڈمی دہلی کے سکریٹری کی حیثیت سے اپنے عہد میں اردو کے لئے جو کارہائے نمایاں [illegible] دیئے ہیں، وہ اردو داں طبقہ کی طرف سے قابل ستائش و تعریف ہیں۔ یوں تو اردو اکیڈمی ملک کے ہر صوبے میں ہیں، یوپی بہار، مہاراشٹر، راجستھان و بنگال، ہریانہ و پنجاب وغیرہ میں سب اپنے اپنے طور پر اردو زبان کی ترقی و اشاعت کے لئے کام کر رہی ہیں۔ مگر دلی اردو اکیڈمی نے جس انداز اور زور و شور کے ساتھ اردو کی خدمت کی ہے وہ نمایاں ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، اور اس کے لئے ہمیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے جناب سید شریف الحسن نقوی کے کام کرنے کے طریقہ کو سراہنا ہوگا، وہ اس سے پہلے بڑے سرکاری عہدہ پر فائز رہ کر اپنی صلاحیتوں کا سکہ جما چکے تھے۔ لیکن اردو اکیڈمی کے سکریٹری کی حیثیت سے انہوں نے اردو کیلئے جو کام کیا ہے اسے الفاظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر اردو داں اردو سے محبت و انس رکھنے والا ان کی اس سلسلے میں تعریف کئے بغیر نہیں رہیگا اردو اخبارات کو عوام الناس میں مقبول بنانے کے لئے انہوں نے محلوں، گلیوں میں اردو گوشے قائم کرکے ان میں اردو اخبارات پہنچنے کا انتظام کر دیا۔ مدرسوں، اسکولوں میں اردو کتابیں مہیا کرائیں، اردو لیکچروں کا انتظام کرایا، اردو ادیبوں صحافیوں

کو باعزت مقام دلانے میں نمایاں کام کیا، جو ادیب و صحافی مالی تنگ دستی کا شکار رہتے ان کی باعزت طریقے سے مالی اعانت کرکے ان کی اشک شوئی کی۔ اردو کتابوں کی اشاعت کا معقول بندوبست کرنے میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اردو زبان کی مقبولیت کیلئے مشاعروں کا اہتمام کرکے اردو کی ترقی میں اپنے کو منہمک رکھنے کا انہوں نے مظاہرہ کیا۔ اسکے علاوہ اردو کتابوں کی نمائش اردو سیمینار کئے اور کرائے، الغرض ہر لحاظ سے اردو زبان کی ترقی و ترویج اور اشاعت کیلئے سید شریف الحسن نقوی صاحب کی خدمات ناقابل فراموش ہے۔

مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ اکثر سید شریف الحسن نقوی کا ذکر خوبیوں اور تعریف کے ساتھ کرتے تھے ان کی انتظامی صلاحیتوں کے وہ زبردست معترف تھے۔ اگر آج وہ حیات ہوتے تو سید شریف الحسن نقوی کی اردو کے سلسلے میں عظیم خدمات کے پیش نظر بابائے اردو مولوی عبدالحق کی طرح کا کوئی خطاب ان کو یقیناً عطا کر دیتے۔ ادارۂ برہان حضرت مفکر ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کی روح کی تسکین کے لئے اردو والوں کی دلی خواہش کے پیش نظر اردو اکیڈمی دہلی کے سکریٹری جناب سید شریف الحسن نقوی صاحب کو محسن اردو کے موزوں خطاب سے یاد کرکے حقیقی خوشی و مسرت حاصل کر رہا ہے۔ آزادی کے بعد دلی والوں کو اردو زبان کی خدمت کرنے کے لئے سید شریف الحسن نقوی جیسا مجاہد اردو دیکھنا نصیب ہوا، اللہ تبارک تعالیٰ نے اردو زبان کی ترقی بقاء، ترویج و اشاعت کے لئے سید شریف الحسن نقوی کو اردو اکیڈمی دلی میں بحیثیت سکریٹری اردو والوں کو عطا کر دیا ہے تو ہماری دعا ہے کہ اردو زبان ان کی خدمات سے عرصہ دراز تک مستفیض ہوتی رہے۔ اردو اکیڈمی دلی کے سکریٹری کی حیثیت سے سید شریف الحسن نقوی دلی کے اردو داں طبقہ کی امیدوں کو تادیر پوری کرتے رہیں —— آمین

قیام امن کی نبویؐ جدوجہد

سعید الرحمٰن (ایل ایل ایم شریعہ) لیکچرر ادارہ علوم اسلامیہ عربیہ
بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، (پاکستان)

(۱)

دنیا باوجود ترقی وارتقاء کی منازل طے کرنے کے ابھی تک اس مسئلے کو حل نہیں کر پاتی ہے کہ وہ پرامن بقائے باہم کا معاشرہ اور ماحول کس طرح ترتیب دے۔ بلکہ عصر حاضر کی سائنسی ترقی کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ دنیا کی متمدن اقوام ایک دوسرے سے خطرات محسوس کرکے اس انداز کا اسلحہ ایجاد کرچکی ہیں، جن کا معمولی استعمال بھی کرۂ ارض سے ذی روح حیات کا خاتمہ کر سکتا ہے، اور اپنے ایجاد کردہ اسلحہ کی ہلاکت خیزی کے تصور سے یہ اقوام بھی کبھی کبھی کانپ جاتی ہیں، اور پھر ان کے سدباب کے لئے سیمینارز، کانفرنسوں، باہمی ملاقاتوں اور معاہدوں کا سلسلہ بھی چل نکلتا ہے لیکن اس کے باوجود کیفیت یہ ہے کہ ہر وقت ایک اضطرابیت ان کے دل ودماغ کو پریشان اور سراسیمہ کئے رکھتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مہذب اور ترقی یافتہ اقوام دین و مذہب کو ... لعنت سے خارج کرچکی ہیں، اب ان کے علاقوں میں

ان کے اپنے گروہی خیالات وخواہشات کی حکمرانی ہے جن کی کوئی منزل نہیں اور جن کا مستقبل موہوم امیدوں کے دھندلکے میں لپٹا ہوا ہے۔ جبکہ ان کی مزعومہ روشن خیالی کا باب اس کے بغیر بھی نامکمل رہتا ہے کہ وہ دین و مذہب اور بالخصوص دین فطرت یعنی اسلام کو اپنے بیجا اعتراضات کے زد میں لئے رہیں۔ حالانکہ یہ ایک غیر متعصب حقیقت ہے کہ اس وقت دنیائے انسانیت میں امن اسی صورت میں پائیدار بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے، جب اصول فطرت سے مدد لینے کی کوشش کی جائے، اور اسلام مسلمہ طور پر دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں ان اصول فطرت کا بہترین نقیب ہے۔

اسلام نے آج سے کئی صدیوں قبل ہی ان بنیادوں کی وضاحت کر دی تھی جن پر امن عالم اور معاشرے کی آشتی کا دارومدار ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) مساوات یعنی اسلام نے اس حقیقت کی نشاندہی کی کہ تمام اقوام عالم اور انسانی گروہ اصولی طور پر مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ اور ان میں عظمت و امتیار اسی فرد و قوم کو حاصل ہو سکتی ہے، جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اچھے کردار کی حامل ہو اور اسی کو قرآن حکیم میں "تقویٰ" کا جامع عنوان عطا کیا گیا ہے[۱]۔ جبکہ جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اگر کوئی حیثیت ہے تو وہ منفی حوالے سے ہی ہے اس سلسلے میں ایک فاضل سیرت نگار رقم طراز ہیں ـــ

> اس دنیا میں حسن عمل کے سوا معیار عظمت حسد، رقابت اور کشمکش کا موجب ہوتا ہے۔ دولت کو معیار بنایا جائے تو جسے جائز ذریعے سے حاصل نہ ہو گی وہ ہر ناجائز ذریعے سے حاصل کرے گا، اور خلق خدا کے لئے لعنت بن جائے گا۔ فن حرب و سیاست میں

کمال کو معیار بنایا جاتے گا تو مختلف لوگ روئے زمین کو انسان کے خون سے رنگنے میں اپنی زندگیاں تمام کر دیں گے، اور دھیان کو صرف منکرین کا مستوجب ٹھہرائے گی، لیکن حسن عمل میں رقابت یا حسد راہ ہی نہیں پا سکتے، کیونکہ وہ منافی حسن عمل ہوں گے، یوں تمام انسانوں کی انتہائی کوشش یہ ہو گی کہ حسن عمل کی فراوانی سے روئے زمین امن و سلامتی کا بہشت زار بن جائے۔(۳)

(۲) قیام امن کے لئے خالق کائنات کی جانب سے اس اساسی ضابطہ کا اعلان تھا کہ دین و عقیدہ کے معاملے میں کسی طرح کا جبر و تشدد روا نہیں، یہ حقیقت ہے کہ دین کو دل کے اعتقادات و یقین کے راستے سے ہی پائیدار وجود ملتا ہے۔ جو دعوت و موعظت سے پیدا ہوتا ہے۔ جبر و تشدد سے نہیں اور یہی راستہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا جبکہ اس کے برعکس قریش مکہ ظلم و جور سے دین و اعتقاد کا فیصلہ کرنے کے خواہاں تھے۔

اس بناء پر مدینہ منورہ کی مختلف آبادیوں کے درمیان طے پا جانے والے "میثاق مدینہ" میں ایک اصول یہ بھی تھا کہ غیر مسلم اپنے دین پر بدستور رہیں گے، ان کے مال محفوظ رہیں گے، انہیں مسلمانوں کا دین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان سے ان کی دولت چھینی جائے گی۔(۴)

اس طرح اسلام نے مختلف مذاہب پر مبنی پُرامن معاشرے کے قیام کی داغ بیل ڈالی، اور یہ واضح کر دیا کہ امن کی راہ میں عقائد کا اختلاف آڑے نہیں آتا۔

(۳) اسلام نے امن کے قیام کو پائیدار اور مستحکم بنانے کے لئے محض اپنی امن پسندی کی خواہش کا اظہار ہی نہیں کیا، بلکہ اس کے لئے جو اساسی

اصول متعین کئے ہیں، ان میں سے ایک اہم ترین اصول "قیام عدل" ہے(۵) کہ دنیا میں شر و فساد کے پھیلاؤ اور بدامنی کے فروغ کا اگر تجزیہ کیا جائے، تو اس کی تہہ میں عدل کش ضابطے اور انصاف دشمن رویئے کارفرما ہوں گے، گویا قیام عدل درحقیقت قیام امن کا نقیب ہے۔

عدل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے ساتھ بدون افراط و تفریط وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے، عدل و انصاف کی ترازو ایسی اور برابر ہونی چاہیئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت اس کے دونوں پلڑوں میں سے کسی کو جھکا نہ سکے۔(۶)

(۴) اسی طرح معاشرے میں قیام امن کی پائیداری اس اصول کی بھی رہین منت ہے۔ کہ خیر و صلاح کے کاموں میں تعاون کو فروغ اور شر و فساد کے کاموں میں تعاون سے گریز کے اصول کو اختیار کیا جائے(۷)۔ اس سے امن پسند رویوں کو تقویت اور امن شکن جذبات کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ خیر و شر اور امن و فساد ایک دوسرے کے مساوی نہیں ہو سکتے، کیونکہ دونوں کی تاثیر ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے۔ لہٰذا قیام امن اور صلح و آشتی کے فروغ کا بہترین راستہ یہ ہے کہ برائی کا جواب برائی سے دیا جائے بلکہ ممکن حد تک برائی کے مقابلے میں بھلائی سے پیش آیا جائے، اگر کوئی ناپسندیدہ برتاؤ کرے تو اس کے مقابلے میں وہ طرز عمل اختیار کیا جانا چاہیئے جو اس سے بہتر ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سخت سے سخت دشمن بھی نرم پڑ جائیگا اور ایک وقت آئے گا جب وہ ایک گہرے اور گرم جوش دوست کی مانند برتاؤ کرنے لگے گا۔(۸)

اس طرح معاشرے کے افراد باہم شیر و شکر ہو کر فساد و بدامنی کا سدباب